اخبار امت

کوسووو کے مقتل میں شاطروں کی بازی گری

محمد ایوب منیر

کوسووو کی آبادی کا پانچواں حصہ اپنے گھر بار، کھیت، کاروبار چھوڑ کر جنگلوں، پہاڑوں اور غیر آباد مقامات کا رخ کر چکا ہے۔ کم از کم چار لاکھ البانوی النسل مسلمان گھروں سے بھگائے جا چکے ہیں اور بیس ہزار سے زائد گھر، سرب فوجی اور نیم فوجی دستے لوٹ چکے ہیں، دارالحکومت پر لیٹینیا کے ارد گرد چار صد سے زائد دیہات تباہی و بربادی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ خوراک، ادویات، بستر اور چھت سے محروم بہت بڑی تعداد تپ دق، زرد بخار اور دیگر امراض کا شکار ہو رہی ہے۔ دوسری طرف امت مسلمہ کے ممالک، عوام اور حکمران اپنے اپنے مسائل میں غرق ہیں۔ قلب یورپ میں ان کے بھائیوں اور بہنوں پر کیا گزر رہی ہے، اس کا احساس کرنے کی انھیں فرصت نہیں ہے۔

۹ ماہ ہونے کو آ رہے ہیں، ایک گھری ہوئی مسلم آبادی پر، ایک ملک کی باقاعدہ فوج اور فوجی دستے، ہر قسم کے انسانی احساس سے عاری ہو کر، ظلم کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ بوسنیا میں مظلوم مسلمانوں پر جو کچھ گزرا، وہ تہذیب کے علم بردار یورپ کو شرم دلانے کے لیے کافی نہ تھا کہ ٹھیک اندازوں کے مطابق، اور منصوبے کے تحت کوسووو کی مسلم آبادی کو نشانہ بنایا گیا۔ روس کی کھلی، اور امریکہ اور دوسرے ممالک کی درپردہ آشیرباد کے ساتھ، صدی کا سفاک ترین، اسٹالن کو بھی شرما دینے والا، سربیا کا صدر اپنے منصوبوں پر بلاخوف و خطر عمل پیرا ہے۔ درپردہ بھی کیا، سارا کھیل سامنے ہے، کوئی خود کو دھوکا دینا چاہے تو دے۔ لیکن المیہ تو یہ ہے کہ مسلم ممالک اور ان کے حکمران اپنے بھائیوں اور بہنوں کو قصابوں کے حوالے کر کے بے فکر ہیں کہ یہ تو یورپی مسئلہ ہے۔

کوسووو کے مقتل میں سفارت کاروں، سماجی تنظیموں اور خبر رساں ایجنسیوں کا داخلہ بند ہے۔ لیکن مغربی دنیا کے ہی بعض رپورٹر جان کی پروا نہ کر کے پہنچے اور خبریں لائے (مسلم ممالک کی ایجنسیوں اور اخباروں کی دلچسپی کے لیے اور بہت کچھ ہے!)۔ ہفت روزہ نیوز ویک کے مطابق: "نیوز ویک نے سفارت

کاروں، انسانی حقوق کے بارے میں تفتیش کرنے والوں، زندہ بچ جانے والوں اور چشم دید گواہوں سے معلومات حاصل کر کے گذشتہ فروری میں سرب حملے کے بعد سے قتل عام کے ۱۲ مقامات کی ایک مصدقہ فہرست ـــــ جو یقیناً جزوی فہرست ہے ـــــ مرتب کی ہے۔ قتل و غارت کے بدترین تین واقعات ۲۳ سے ۲۶ ستمبر کے درمیان ہوئے اور جب ان کی روح فرسا تفصیلات عام ہوئیں تو امریکہ اور اس کے حلیفوں نے سوچا کہ اب قتل رکنا چاہییں۔ (۱۲ اکتوبر ۹۸)

نیوز ویک نے کچھ تفصیلات دی ہیں۔ ۸ ماہ کے شیرخوار کے سر میں گولی مار دی گئی۔ حاملہ عورت کو ہلاک کر دیا گیا اور درخت سے باندھ کر آگ لگا دی۔ ایک بازار میں ایک گاڑی میں بیٹھے مسلح سرب ڈرائیور نے رستہ چلتے ۳ نوجوانوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ زندہ انسانوں کی آنکھیں نکالنا ان کا پسندیدہ شغل ہے۔ نائب وزیراعظم نے ٹی وی پر کہا کہ آنکھیں نکالنے کے لیے زنگ آلود دو شاخہ کانٹا (fork) استعمال کرو۔ (پھر بھی یورپ مہذب ہے!)۔

کوسووو مرکز اطلاعات کے مطابق ۳۰ راگست کو سرب فوج نے ۲۷ البانوی دیہاتوں کے خلاف بڑا آپریشن کیا اور کئی روز کی بمباری، اسلحہ کے استعمال اور خانہ تلاشی کے بعد ۳۲ ہزار باشندوں کو سرحد کے قریب جنگلوں کی طرف دھکیل دیا۔ ان میں سے نصف دیہات کو نذر آتش کر دیا گیا۔ یہ ایک بلدیہ اور ایک علاقے کی کہانی نہیں (لیکن ہمارے اخبارات میں کتنوں کا ذکر آیا ہے؟)۔

ہفت روزہ ٹائم کا نمایندہ ڈگلس والر رقم طراز ہے: "دارالحکومت پرسٹینیا کے اردگرد کی آبادی سربوں کا اولین نشانہ ہے۔ سرب فوج بغاوت کچلنے کے بہانے بے بس اور نہتے دیہاتیوں کو تہ تیغ کر رہی ہے۔ جس دیہات میں کارروائی ہوتی ہے وہاں سب سے پہلے گولیاں برسائی جاتی ہیں تاکہ کوسووو لبریشن آرمی کی موجودگی کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے بعد مسلح دستے گاؤں میں گھس کر تشدد کرتے ہیں۔ پھر پیادہ فوجیوں کا کام شروع ہوتا ہے۔ وہ گھروں کو لوٹتے جاتے ہیں اور رہزنی کے بعد مکانوں کو آگ بھی لگا دیتے ہیں۔ اس سے اردگرد کے دیہاتوں میں دہشت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ قتل اور زخمی کرنے کے واقعات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ شدید ترین برف باری کے باوجود ہزاروں لوگ اپنا گھربار چھوڑ چکے ہیں۔ (۵ر اکتوبر ۹۸)

جو سماجی تنظیمیں وسیع جنگلات میں پھیلے ان مسلمانوں کو خوراک فراہم کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں، ان کا سامان لوٹ لیا جاتا ہے اور خوراک و ادویات بھی ضبط کر لی جاتی ہیں۔ واشنگٹن اوپن سوسائٹی انسٹی ٹیوٹ کے جان فاکس کا کہنا ہے کہ اگر ادویات ان باشندوں تک نہ پہنچائی گئیں تو ان جنگلات میں سے بچوں کی لاشیں اسی طرح ملیں گی جس طرح خشک لکڑیاں پہاڑوں اور جنگلات میں ملتی ہیں۔ (روزنامہ ڈان ۲۸ ستمبر ۹۸)

ظالم سلوبودان میلاسووچ کی پالیسی یہ ہے کہ بوسنیا کے برخلاف کوسووو میں کہیں بھی اجتماعی قبروں کا نشان نہ ملے اور تین ماہ بعد وہ عالمی ذرائع کے سامنے اعلان کر سکے کہ بغاوت دبا دی گئی ہے، مداخلت کار فرار ہو چکے ہیں، صوبے کو وسیع تر آزادی دی جا رہی ہے۔ منفی زیرو سے نیچے کے درجہ حرارت میں سرب فوج کا اسلحہ بھی ضائع نہ ہو گا۔ کیونکہ دور دراز کے جنگلات اور بیابان میں نہ خوراک مہیا ہے نہ ادویات نہ سامان زندگی، بہت بڑی تعداد اگلے چند ماہ میں سردی سے ہی مر جائے گی۔

سولہ ممالک پر مشتمل شمالی اوقیانوس معاہدہ تنظیم، ناٹو، طاقت ور دفاعی تنظیم ہے۔ فرانس، برطانیہ، امریکہ اور جرمنی اس کے سرکردہ ارکان ہیں۔ اس کی افواج یورپ کے کئی علاقوں میں متعین ہیں۔ چھ ممالک پر مشتمل رابطہ گروپ کوسووو کے بحران کو حل کرنے میں مصروف ہے۔ لیکن سب ہی چاہتے ہیں کہ سربیا کی فوج کے ذریعے کوسووو لبریشن آرمی کا صفایا ہو جائے۔ جون میں فضائی حملوں کی دھمکی دی گئی تھی کہ گیارہ فضائی اڈوں سے ناٹو کے طیارے سربیا کی فوج پر حملے کریں گے۔ چار ماہ گزر گئے، مہلت میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے، اور ناٹو کے افسران غیر سنجیدہ اجلاسوں کے ذریعے البانوی مسلمانوں کے قتل عام کا نظارہ کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ناٹو کا کوسووو رابطہ گروپ بھی میلاسووچ کے ساتھ شریک جرم ہے۔ اسی لیے روسی اسلحہ بڑی تعداد میں سربوں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ روس، سلامتی کونسل میں سربیا کے خلاف فضائی حملوں کی قرارداد ویٹو کرنے کا اعلان کر چکا ہے۔

یورپی ممالک کا کمیشن بھی پیچھے نہیں ہے۔ دیگر یورپی ممالک سے جو البانوی النسل باشندے امدادی رقوم، ابراہیم رگووا کی حکومت یا کوسووو لبریشن آرمی کو بھیجتے تھے، اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے تاکہ ظالم اپنی مرضی سے قتل عام کرتا رہے اور مظلوم کو کہیں سے مدد بھی نہ ملے۔

سابق امریکی صدارتی امیدوار اور سابق سینیٹر باب ڈول نے ستمبر کے مہینے میں کوسووو کا دورہ کیا۔ اس نے سلوبودان میلاسووچ سے ملاقات کی اور بتایا کہ صدر سربیا کو اپنے جاہ کن اقدامات پر کسی کا خوف لاحق نہیں ہے۔ اس نے لکھا ہے: "سربوں کے حملوں کا اولین نشانہ نہتے بے بس شہری ہیں۔ ریلیف کا کام کرنے والے اداروں اور افراد کو مطلوبہ جگہوں پر پہنچنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ انھیں ہراساں کیا جاتا ہے"۔

اس صورت حال کو سمجھنا بالکل آسان ہے کہ امریکی یہی چاہتے ہیں کہ اہل کوسووو آزادی کا خواب دیکھنا چھوڑ دیں اور سربوں کی غلامی (وسیع تر صوبائی خود مختاری) قبول کر لیں۔ اسی وجہ سے ایک بین الاقوامی تجزیہ نگار تھامس لپ مین یہ کہنے پر مجبور ہوا ہے کہ کوسووو کی موجودہ حالت امریکی صدر کی صنفی مقدمات میں طلبی کی وجہ سے نہیں بلکہ سرب حکومت اور واشنگٹن کی باہمی رضامندی کی بدولت ہوئی ہے۔ سرب، کوسووو کی تحریک آزادی کو کچلنا چاہتے ہیں اور صدر امریکہ کو بھی بلقان کے اندر ایک اور مسلم ریاست دیکھنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔

کوسووو کا بحران کس طرح حل کیا جائے؟ ضروری ہے کوسووو کی آزادی کو محفوظ اور برقرار رکھنے کے لیے بھرپور اور مسلسل فوجی کارروائی ہو۔ مائیلوسیوچ اور اس کے رفقا' طاقت کی زبان کو سمجھتے ہیں۔ بوسنیا کے اندر دو لاکھ انسانوں کا خون بہانے کے باوجود وہ برسراقتدار اسی لیے ہے کہ اسے مغربی ممالک کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ناٹو کے طیارے اور میزائل بلغراد کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ نہتے باشندوں کا قتل عام بلکہ نسل کشی بند کرے۔ یورپ کا مفاد بھی اسی میں ہے۔ اقتصادی بحران کے دہانے پر کھڑے اہل یورپ کو اپنے آپ کو ایک جنگ کے اندر نہیں جھونکنا چاہیے۔

امت مسلمہ کے سربراہوں' فوجی طاقتوں کے حامل مسلم ممالک اور تازہ تازہ ایٹمی دھماکے کرنے والے پاکستان کے کردار کا کیا تذکرہ کیا جائے۔ اگر یہ سب مل کر کوئی موقف اختیار کریں تو صورت حال پر واضح اثر ڈال سکتے ہیں۔ لیکن جو کشمیر اور فلسطین پر سودے کر رہے ہیں' وہ کوسووو میں کوئی کردار کیوں ادا کریں۔ لیکن امت کے بیدار عناصر کو اپنا فریضہ ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے اپنے ملکوں میں بھی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں اور منظم ہو کر' بین الاقوامی اداروں کو بھی اقدام پر آمادہ کریں۔

ان حالات میں کوسووو لبریشن آرمی کے مجاہدین پر آفرین ہے۔ مغربی اخبارات کے جو نمایندے ان سے مل کر آتے ہیں' ان کے حوصلے اور عزم کی داستان سناتے ہیں۔ وہ مکمل آزادی سے کم کسی چیز پر راضی نہیں ہیں۔ اور مزید قربانیوں کے لیے تیار ہیں۔

ملائیشیا کی صورت حال

اظہر اقبال

نائب وزیراعظم انور ابراہیم کی برطرفی' گرفتاری' الزامات' مقدمات اور اس پر عوامی ردعمل نے ملائیشیا کو عالمی ذرائع ابلاغ کی توجہ کا مرکز بنا دیا ہے۔ ملائیشیا جنوب مشرقی ایشیا کی مسلم اکثریتی ریاست ہے جسے تاریخی طور پر ملایا کہا جاتا رہا ہے۔ یہ اپنی سیاسی آزادی کے لحاظ سے عمر میں پاکستان سے دس سال چھوٹی ہے اور آبادی کے لحاظ سے کراچی سے کچھ زیادہ تقریباً ۱۸ ملین (ایک کروڑ اسی لاکھ) اور رقبے کے لحاظ سے مشرقی ملائیشیا (صباح اور سراوک) کو ملا کر یہ مشکل ۳ لاکھ ۳۳ ہزار مربع کلومیٹر ہے جس میں دو لاکھ مربع کلومیٹر صباح اور سراوک کا علاقہ ہے۔ گویا اصل جزیرہ ایک لاکھ ۳۳ ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ رقبے کی کمی' آبادی کی قلت اور مختصر سیاسی آزادی کے باوجود جنوب مشرقی ایشیا ہی نہیں پورے عالم اسلام میں معاشی ترقی کی تیز رفتاری اور جمہوری روایات کے حوالے سے اسے ایک ممتاز مقام حاصل رہا ہے۔ ملائیشیا کے وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد نے مغرب پر اپنی بے باک تنقید کی بنا پر عالم اسلام میں ایک باوقار قائد کا مقام حاصل کیا اور ملائیشیا کو بطور ایک معاشی ماڈل کے پیش کیا جانے لگا۔